99696-باپ نہ ہونے کی صورت میں ولی کون ہوگا ؟

سوال

میں نے ایک اسلامی ملک کی لڑکی سے شادی کی اور دو بار اسے طلاق بھی دے چکا ہوں، ہماری یہ شادی عرفی تھی اور اسے قانونی طور پر رجسٹر نہیں کرایا گیا تھا، اور شادی میں لڑکی کے والد کی جانب سے ایک مولانا صاحب بطور وکیل شامل تھے.
کچھ عرصہ سے اس لڑکی کا والد فوت ہوچکا ہے اور اس کے سب بھائی چھوٹے ہیں اور مجھے اس کے ولی کا کوئی علم نہیں، طلاق کو دو برس سے زائد ہوچکے ہیں اور اب میں اسے واپس اپنے گھر لاکر گھر بسانا چاہتا ہوں، تو کیا باپ فوت ہوچکا ہو اور بھائی بھی چھوٹے ہوں تو پھر بھی ولی کی شرط ہے، یا کہ مجھے حق ہے کہ بغیر ولی کے ہاں اس کو واپس لے آؤں، خاص کر وہ میری بیوی بھی رہے ہے ؟

پسندیدہ جواب

جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے اور اس کی عدت ختم ہوچکی ہو (اور یہ طلاق ایک یا دو ہوں) تو یہ بیوی اس کے لیے نئے نکاح سے ہی حلال ہو سکتی ہے اس کے بغیر نہیں، اور نکاح صحیح ہونے کے لیے ولی کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں، اور عورت اپنے نکاح کی خود مالک نہیں ہے، اور (ولی کے بغیر) نہ ہی کوئی اور اس کا نکاح کر سکتا ہے، اور عورت کا نکاح کرنے میں کسی دوسرے کو وکیل بنانے کا حق بھی صرف ولی کو حاصل ہے کوئی اور نہیں بنا سکتا، اور اگر وہ خود اپنا نکاح کرے تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہوگا" انتہی

دیکھیں : مغنی ابن قدامہ (5/7).

اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان ہے :

"ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2085) سنن ترمذی حدیث نمبر (1101) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ترمذی میں صحیح قرار دیا ہے.

اس لیے کہ آپ نے اپنی اس بیوی کو دو برس سے طلاق دے رکھی ہے اس طرح اس کی عدت ختم ہوچکی ہے، اور طلاق شدہ عورت بالکل اس کے لیے باقی اجنبی عورتوں کی طرح ہی ہے اور وہ نئے نکاح کے بغیر اس کے حلال نہیں ہوگی، اور اس کے لیے ضروری ہے کہ نکاح عورت کا ولی کرے، یا پھر وہ کسی کو عقد نکاح کے لیے وکیل بنا دے.

باپ نہ ہونے کی صورت میں لڑکی کا دادا ولی ہوگا، اور اگر دادا بھی نہ ہو تو پھر لڑکی کے بھائی اس کے ولی ہونگے، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ لڑکی سے چھوٹے ہوں، صرف ولی کے لیے بالغ ہونا شرط ہے، اس لیے اگر اس عورت کا کوئی بھائی بالغ ہے چاہے وہ عورت سے چھوٹا ہی ہو تو وہ اس کا ولی بن سکتا ہے.

مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے :

"عورت کے عقد نکاح میں ولی وہی بن سکتا ہے جو عقلمند اور مکلف ہو، اور اگر وہ نہ ہو تو پھر قاضی ولی ہوگا، کیونکہ جس کا ولی نہ ہو تو حکمران اس کا ولی ہوتا ہے، اور اس طرح کے معاملات میں قاضی اس کا نائب ہے.

اور انسان مکلف اس وقت ہوتا ہے جب اس کو شہوت کے ساتھ منی آنا شروع ہو جائے یعنی احتلام وغیرہ سے، یا پھر شرمگاہ کے ارد گرد سخت بال اگ آئیں، یا اس کی عمر پندرہ برس مکمل ہو جائے.

اور عقلمند وہ ہوگا جو اپنے معاملات کو بحسن خوبی سرانجام دے سکتا ہو، یعنی اپنی ماتحت اور ولایت میں موجود عورت کے لیے مناسب اور برابر کا رشتہ تلاش کر سکے" انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (147/18).

اور اگر اس عورت کے سارے بھائی ہی چھوٹے ہوں اور ان میں کوئی بھی بالغ نہ ہو تو پھر ولایت اس کے بعد والے کو منتقل ہو جائیگی اور وہ عورت کے چچا ہیں، اور اگر چچا نہ ہو تو پھر چچا کے بیٹے.

اور اگر عورت کا کوئی بھی ولی نہیں ہے تو پھر شرعی قاضی اس کی نکاح کی ذمہ داری پوری کریگا؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اور اگر وہ جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہیں حکمران اس کا ولی ہے"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2083) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اس بنا پر اگر آپ اس عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں اور اس کا کوئی ولی نہیں ہے، تو آپ کو عدالت میں جا کر شرعی قاضی سے رجوع کرنا چاہیے تا کہ وہ اس کے عقد نکاح کا انتظام کرے.

تنبیہ:

آپ نے اپنے پہلے نکاح کے متعلق کہا ہے کہ وہ قانونی طور پر رجسٹر نہیں ہوا تھا، اگر تو یہ بات صحیح ہے اور اس نکاح میں نکاح کی شروط اور ارکان پورے تھے تو پھر وہ نکاح صحیح ہے چاہے قانونی طور پر رجسٹر نہ بھی ہوا ہو، لیکن اتنا ہے کہ ہم نکاح رجسٹر کرانے کی اہمیت کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ یہ بہت اہم ہے، اس میں کوئی سستی نہیں کرنی چاہیے اس سے حقوق کو تحفظ حاصل ہوتا ہے، تا کہ بے وقوف اور غلط قسم کے مرد اور عورت نکاح کے ساتھ کھلواڑ نہ کریں.

مزید آپ سوال نمبر (22728) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.